سوال وجواب

طیارہ میں نماز

راولپنڈی سے اقبال احمد خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ نماز کے اوقات آفتاب کے طلوع و غروب کی بنا پر مقرر کئے گئے ہیں لیکن موجودہ دَور میں سائنس کی ترقی کے باعث ایسے متعدد مسائل پیدا ہو گئے ہیں جن کے پیشِ نظر اس فقہی اصول کو برقرار رکھنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ امریکہ نے ایسے طیارے بنالئے ہیں جن کی رفتار پندرہ سو میل فی گھنٹہ ہے۔ اور یہ خبر پڑھنے کے بعد قدرتی طور پر ذہن میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ اگر سُورج کی رفتار کے ساتھ طیارہ پرواز کرے تو ایک نماز کے بعد دوسری نماز ادا کرنے کے لئے تعین و تقدیرِ وقت کا اُصول کیا ہوگا۔ اگر طیارہ آفتاب کو پیچھے چھوڑتا ہُوا پرواز کرے تو اوقات کی ترتیب کیا ہوگی۔ اور طیارہ چلاتے ہوئے طیارچی نماز کس طرح ادا کرے گا۔

اُمید ہے کہ آپ براہِ کرم ان سوالات کا جواب عنایت فرمائیں گے۔

جواب۔ آپ نے جو سوالات تحریر فرمائے ہیں وہ چند سال قبل خود میرے ذہن میں بھی آئے تھے اور میں نے ان کو حل کرنے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء میں جوہری توانائی کے متعلق میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں ایک امکانی تصوّر پیش کیا گیا تھا۔ جو فقہی اقدار پر براہِ راست اثر انداز ہوتا تھا۔ لیکن یہ گمان تک نہ تھا کہ سات آٹھ سال کے بعد ہی وہ امکان ظہور میں آجائے گا۔ اس مضمون میں یہ بتلایا گیا تھا کہ اگر مستقبل قریب میں کوئی ایسا طیارہ ایجاد ہو گیا جس کی رفتار ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہوا اور وہ مشرق سے مغرب کی طرف سفر کرے تو اس پر سفر کرنے والوں کے لئے اوقاتِ نماز کی فقہی قدریں بدل جائیں گی۔ کیونکہ وہ طیارہ سُورج کے ساتھ ساتھ سفر کرے گا۔ اگر وہ ظہر کے وقت پرواز کرے، تو جب تک وہ اس رفتار سے اُڑتا رہے گا اس کے لئے ظہر ہی کا وقت رہے گا۔ اور فقہی اصول سے ——— شمسی معیار کے مطابق ——— عصر کا وقت نہ آئے گا۔ اور اگر رفتار ڈیڑھ دو ہزار میل فی گھنٹہ ہو جائے تو اوقات نماز کی فقہی قدریں اُلٹ جائیں گی۔ یعنی اس طیارہ نے اگر عشاء کے وقت پرواز شروع کی ہے تو اس عشاء کے بعد صبح نہ آئے گی بلکہ عشاء کے بعد مغرب کی، مغرب کے بعد عصر کی، پھر ظہر کی اور پھر صبح کی نماز کا وقت آئے گا۔

سورج خود وقت نہیں۔ وقت معلوم کرنے کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے۔ اگر یہ آلہ کسی وقت کارآمد نہ ہو تو کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کر لیا جائے گا۔ اب مسافر سُورج کی بجائے اپنی گھڑی سے کام لے گا۔ اگر گھڑی کے حساب سے دوسری نماز کا وقت آگیا ہے تو سورج خواہ کہیں ہو وہ اپنی وہی دوسرے وقت کی نماز ادا کرے گا ——— سورج محض آلہ ہے اندازۂ وقت کا

نہ کہ مقصود۔ غرض مقصد سے ہونی چاہئے نہ کہ ذریعے سے۔ جس طرح رویتِ ہلال کی صرف یہی اہمیت ہے کہ چاند ایک ذریعہ ہے آغازِ ماہ معلوم کرنے کا۔ مقصد صیام یا عید یا دوسری تقریبات ہیں نہ کہ رویتِ ہلال۔ اسی طرح سورج کی اہمیت صرف یہی ہے کہ اس سے وقت معلوم کیا جائے۔ پیش نظر صورت میں یا تو گھڑی کے مطابق موجودہ ترتیب سے نمازیں ادا کی جائیں اور "سورج پوجا" چھوڑی جائے۔ یا پھر سورج ہی کے مطابق اُلٹی ترتیب سے یعنی صبح، ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی بجائے عشاء، مغرب، عصر، ظہر، اور صبح پڑھی جائے۔ دونوں صورتیں درست ہیں۔ مقصود نہ سورج ہے نہ ترتیب نفسی۔ مقصود عبادت ہے۔ اور سچ پوچھئے تو ہمارا موجودہ طریقۂ نماز بھی اصل مقصود نہیں۔ چنانچہ ایسے طیارے کا پائلٹ نہ ہماری طرح تحریمہ باندھے گا، نہ ہماری طرح قیام نہ رکوع، قومہ، سجدہ، قعود اور تسلیم کو ادا کرے گا۔ اس کی نماز ہماری موجودہ حرکات و کلمات کی بھی پابند نہ ہوگی۔ وہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم یا جالساً ہی اپنی نماز ادا کرے گا۔ اس کا پوری حاضر دماغی کے ساتھ پرواز کرتے رہنا بھی نماز ہی میں داخل ہوگا۔ اگر وہ فقہی نماز ادا کرنے لگے اور پرواز کے فرائض سے غافل ہو جائے تو تمام مسافروں کی زندگی ختم ہو جائے گی اور اس کی یہ نماز معصیت ہوگی۔

یہ ہے آپ کے سوالات کا جواب لیکن مجھے اس موقع پر ایک خلش بے چین کر رہی ہے کہ ہم ان سوالات کا جواب کس کے لئے دے رہے ہیں؟ اس کے لئے جو پندرہ سو میل یا اس سے بھی زیادہ فی گھنٹہ چلنے والے طیارے کو چلا رہا ہو اور وہ ۔ ۔ ۔ ۔ مسلمان ہو اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر نمازی ہو ــــ لیکن ایک "مسلمان" اور "نمازی" جب تک اس مقام پر پہنچے گا اس وقت تک یہ قدریں بھی بدل چکی ہوں گی اور سوال و جواب کا انداز بھی بدل چکا ہوگا۔ زمانہ ارتقا کی طرف تیزی کے ساتھ ــــ طیارے سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ ــــ آگے بڑھتا جائے گا۔ وہ نہ کسی قوم کی پرواہ کرے گا نہ کسی کے مسلک و فقہ کی۔ اور ہم جس مقام کے مسائل حل کرنے میں دس دن لگائیں گے زمانہ اس مقام سے سو سال آگے ہو چکا ہوگا۔ کچھ قومیں زمانے سے آگے سوچتی ہیں، کچھ زمانے کے ساتھ چلتی ہیں، اور ہم موجودہ دور کے مسلمان زمانے سے بہت پیچھے بھی سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

(محمد جعفر)